Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4651 3006-466X

The Great Services Rendered by the Companions (May Allah be Pleased with Them) in the Campaigns of the Prophet (Peace be Upon Him) are a Model of Action for Muslim Women of Present Era

صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن کی غزوات النبی ﷺ میں دی گئی عظیم خدمات عصرِ حاضر کی مسلمان خواتین کے لئے ایک نمونہء عمل

[1]Ghulam Mujtaba Memon
[2]Zainul Abdin/Farhan
[3]Manzoor Ahmed Memon
[1]Lecturer, Govt. Boys Degree College Sehwan Sharif
[2]Lecturer, Govt. Boys Degree College Sehwan Sharif
[3]Lecturer, Govt. Boys Degree College Sehwan Sharif

Article Details:`

Received on 29 March, 2026
Accepted on 28 April, 2026
Published on 30 April, 2026

Corresponding Authors*:

Abstract

The glorious history of Islam presents us with the pure and best examples of Muslim women. Today, when times have changed, Western civilization and social life have permeated our society. Muslim women and girls who are fond of Western civilization are abandoning the lifestyle of the chosen women of Islam and are adopting the misguided and vulgarity and nudity of electronic media as their idols. In the present time, we and our women are in dire need of studying the services of our predecessors. In every era of Islam, women have achieved distinction in different positions and accomplished great and good deeds. The lives of the holy wives (Umm al-Mu'minin) (may Allah be pleased with them) and the great companions (may Allah be pleased with them) are the best examples of action for us. Their religious, moral, social and scientific achievements are not only a means of our salvation in this world and the hereafter, but also guarantee our protection from all the social dangers of the present era. For today's women and girls, the authentic and influential stories of these great companions, wives of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), and famous Muslim brave women are a beacon of light. By following them, modern women, ladies, and girls can use their moral, social, and bravery as models to improve their world and the hereafter.

Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN 3006-4651 | Print ISSN 3006-466X

تمہید:

دینِ اسلام کی درخشندہ تاریخ ہمارے سامنے مسلم خواتین کا پاکیزہ اور بہترین اور نمونہ ٔ عمل پیش کرتی ہے۔آج جب کہ زمانہ بدل گیا ہے، تہذیب مغرب اور طرزِ معاشرت ہمارے معاشرہ میں سرایت کر چکا ہے، مغربی تہذیب کی دلدادہ مسلمان خواتین اور لڑکیاں دین اسلام کی برگزیدہ خواتین کے طرزِ زندگی کو چھوڑ کر گمراہ اور الیکٹرانک میڈیا کی فحاشی و عریانی کو اپنے لئے آئیڈل سمجھ کر اپنا رہی ہیں۔موجودہ وقت میں ہمیں اور ہماری خواتین کو اپنے اسلاف کی خدمات کو پڑھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسلام کے ہر دور میں خواتین نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا اور بڑے عظیم اور اچھے کارنامے سرانجام دیئے۔ ازواجِ مطہرات (ام المومنین) رضی اللہ عنہن اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگیاں ہمارے لئے بہترین نمونہ ٔ عمل ہیں۔ان کے دینی،اخلاقی معاشرتی اور علمی کارنامے نہ صرف دنیا و آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ ہیں،بلکہ موجودہ زمانے کے تمام معاشرتی خطرات سے محفوظ رکھنے کی بھی ضمانت دیتے ہیں۔ آج کل کی خواتین اور لڑکیوں کے لئے ان اکابر صحابیات، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور نامور مسلمان بہادر خواتین کے مستند اور پُر اثر واقعات مشعلِ راہ ہیں جن پر عمل کر کے دورِ حاضر کی خواتین، عورتیں اور لڑکیاں ان کی اخلاقی، معاشرتی اور بہادری کے واقعات کو اپنے لئے نمونہ بنا کر اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار سکتی ہیں۔

تاریخ اسلام خواتین، جن میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن کے عظیم و اعلیٰ اقعات سے بھری ہوئی ہے۔ یہ عظیم واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خواتین کو اسلامی معاشرہ میں کتنا اونچا مقام حاصل ہے، اور انہوں نے اسلام کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے کتنے عظیم اور بڑے کارنامے انجام دئے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہایت ذہین خاتون تھیں۔ ان کی ذہانت اسلام میں آ کر نہ ضائع ہوئی اور نہ غیر استعمال شدہ رہ گئی، بلکہ اس (ذہانت) نے اپنے استعمال کا نہایت اعلیٰ اور وسیع میدان پا لیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں کافی کم عمر تھیں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً نصف صدی تک دنیا میں رہیں اور اس پوری امت کے لئے دین کو جاننے کا مستند ذریعہ بنی رہیں۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کی فقیہ تھیں اور بیشتر صحابہ کرام آپ رضی اللہ عنہا سے فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" ۱

"اور میں (اللہ) نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے"

اور پھر انسانوں میں مردوں اور عورتوں کو تخلیق فرمایا اور تخلیق کا مقصد بھی واضح فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" ۲

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

"مردوں اور عورتوں میں سے جس نے بھی حالت ایمان میں اعمال صالحہ سرانجام دیئے تو ہم انہیں پاکیزہ زندگی عطا کردیں گے اور ان کے عمل سے بھی بہت بدلہ انہیں دیں گے"

اور قرآن پاک کی سورۂ آلِ عمران میں بھی یہی بات کہی گئی:

"فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى صلے بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ صلے فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّءَاتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ صلے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ "۳

"پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو، پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے البتہ میں ان سے ان کی برائیاں دور کروں گا اور انہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ گ کے ہاں سے بدلہ ہے، اور اللہ گ ہی کے یہاں اچھا بدلہ ہے
"

سورۃ البقرۃ میں بھی فرمادیا گیا کہ ”عورتوں کے حقوق اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مردوں کے حقوق کے برابر ہیں۔“

"...... وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ صلے ......"۴

"......اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے، اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے......"

بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ جل شانہُ نے مرد ہو یا عورت ان کی حیات کا مقصد اپنی عبادت ہی بتایا ہے۔ ہر ایک شے اللہ کی حمد و پاکی اور بڑائی میں مشغول ہے، بالکل اسی طرح پیدا ہونے سے مرنے تک کا مختصر وقت ہمیں دیا گیا ہے تو محض اس لئے کہ دیکھا جا سکے کہ کون ”احسن عمل“ کرکے آتا ہے۔

اس بات کا ذکر قرآن پاک میں کچھ اس طرح موجود ہے:

"اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ج وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ "۵

"جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے کام اچھے (احسن) ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے"

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اللہ کریم نے عورت اور مرد کو مختلف بنایا ہے، یعنی دونوں کو مختلف دائرہ کار فراہم کئے ہیں۔ جیسے کائنات کی ہر شے ایک نظام اصول اور دائرہ کار میں موجود ہے۔ بالکل اسی طرح عورت اور مرد کے لئے دائرہ کار بنا دیا گیا کہ اپنی اپنی حدود میں اصول شرعیہ کے ساتھ زندگی کو بسر کریں۔ مرد کے لئے گھر سے باہر اور عورت کے لئے گھر کے اندر رہنے کے لئے اصول و ضوابط بتائے، اور پھر اگر پوری کائنات پر غور کیا جائے، تو بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے۔ ہر شئے اپنے دائرے اور حد میں ہے، لیکن کچھ کا کام اور ذمہ داری اس کی استطاعت کے مطابق زیادہ

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

ہے اور کچھ کا کم، کچھ کو مالدار بنایا، کچھ کو مفلس۔ کوئی بادشاہ ہے تو کوئی فقیر، لیکن اس تفریق کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ محض اس تفریق سے کوئی افضل و اعلیٰ ہو گیا، یا کمتر و ابتر ہو گیا، بلکہ مقصد اس تفریق سے یہ ہے کہ یہ سب ایک دوسرے کو متوازن کرے۔ بہتر اور افضل تو صرف وہی ہے جس میں تقویٰ اور پرہیزگاری زیادہ ہے۔ بلاشبہ اللہ پاک نے دنیا کو ''دارالامتحان'' بنایا اور پھر واضح طور پر فرمادیا کہ دارالجزاء کے فیصلے کا معیار، ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ پس عورت اور مرد کو مختلف دائرہ کار دیئے گئے اور پھر مرد کو امیر بنا کر فضیلت دی گئی یعنی کہ مرد کو استطاعت زیادہ دی گئی اور ذمہ داری بھی زیادہ دی گئی، لیکن اس کے ساتھ ہی عورت کو اس کا مددگار بنایا گیا اور پھر دونوں کو ایک دوسرے کے لئے راحت کی شئے بنادیا گیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم"[٦]

" علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"

اتنا علم تو سب ہی پر فرض ہوا کہ حلال و حرام، پاکی ناپاکی، جائز و ناجائز کو جان سکے، لیکن اس کے بعد جتنا بھی دینی علم ہے اس کے لیے یہ کہیں پر بھی نہیں کہا گیا کہ یہ عورتیں حاصل نہ کریں صرف اور صرف مرد حاصل کریں۔ اس کے بعد مقصودی علم تو ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے۔ جسے شوق و لگن ہو، اگر عورتوں کیلئے مزید علم حاصل کرنا منع ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ''افقہ الناس'' اور ''احسن الناس'' نہ ہوتیں۔ عہد رسالت ﷺ میں عورتوں کی دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا کر تلقین و وعظ فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کی طرح صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن بھی محدثہ، فقیہ، عالمہ، فاضلہ مفتیہ اور کاتبہ تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عظیم المرتبت فقیہ الامت ہیں۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی فقیہ و مفتیہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا لکھنا اور پڑھنا دونوں جانتی تھیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا ایک اچھی شاعرہ تھیں۔ اسی طرح پہلی اور دوسری صدی ہجری میں پورے عالم اسلام میں احادیث کی روایت و تدوین کا سلسلہ شروع ہوا جن خواتین کے پاس مجموعے تھے ان سے وہ حاصل کیے گئے۔ حدیث کی تحصیل کیلئے محدثین و رواہ کی طرح محدثات و راویات نے بھی گھر بار چھوڑ کر دور دراز ملکوں کا سفر کیا۔ اور ان محدثات و طالبات کیلئے محدثین و شیوخ کی درس گاہوں میں مخصوص جگہیں رہا کرتی تھیں، جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں اور اسی طرح ان محدثات میں سے بہت سی حافظات، قاریات اور مفسرات تھیں وعظ و تذکیر میں نمایاں تھیں۔ رشد و ہدایت، تزکیہ نفس، شعر و ادب، خطاطی و کتابت و انشاء، اذکار کی تعلیم و تربیت میں بھی بہت زیادہ نمایاں تھیں۔

چوتھی صدی ہجری میں قرآنی مدارس کا انتظام ہوا۔ بنات الاسلام کی طرف سے سب سے پہلا قرآنی مدرسہ مغرب اقصیٰ کے شہر فاس میں 245 ہجری میں قائم ہوا۔ جو آج بھی جامعہ قروین کے نام

Online ISSN Print ISSN

3006-4651 3006-466X

سے موجود ہے۔ ایسی عورت جو علوم دینیہ کا شوق نہ رکھتی ہو، وہ کسی بھی حد تک اپنے شوہر کی معاون ہو سکے گی۔ کیا عورت کا وجود محض گھر کو صاف کرنا، کھانا پکانا اور بچے سنبھالنا (سنبھالنا کہا ہے تربیت نہیں) تک محدود نہیں رہ جائے گا؟ اور شوہر کو خوش رکھنا، کیا یہ محض اس لئے تو نہیں ہوگا کہ بہر حال شوہر کے گھر کے بعد عورت کیلئے معاشرتی پناہ کہیں اور نہیں ہوتی اور پھر رسول اللہ ا کی امت کی زندگی تو بہت مختصر ہے نا، اس کی وجہ سے اجر بہت زیادہ ملتا ہے۔ نامہ اعمال کھلا ہی رہتا ہے۔ عورت کو صرف ان کاموں میں بند کر کے علمی و عملی کاموں کے اجر و ثواب سے محروم نہیں ہو جائے گی؟

ارشادِ ربّانی ہے:

"وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ "8

"اور یاد کرواے عورتو! اللہ کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور دانائی کی باتوں کو"

قرآن پاک کی سورۃ النور میں چونکہ خواتین سے متعلق احکامات عفت، پردہ، استیذان وغیرہ قدرے تفصیل سے درج ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے خواتین کو اس سورۃ کی تعلیم دلانے کی خصوصی ترغیب فرمائی۔9

علامہ شہاب الدین محمود آلوسیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"وجاء عن مجاہد قال: قال رسول اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: علموا رجالکم سورۃ المائدۃ وعلموا نسائکم سورۃ النور "10

" مشہور تابعی جناب مجاھد فرماتے ہیں: رسول اللہ ا نے فرمایا اپنے مردوں کو سورۃ المائدہ اور عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ"

اب سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں قرآن کی بنیادی علوم سیکھیں، کیونکہ قرآنی علوم کا سیکھنا فرض ہے۔ جبکہ ایسے علوم جن کا تعلق معیشت یا سائنسی ترقی سے ہے ان کا سیکھنا مسلمان عورتوں کیلئے ضروری نہیں۔ ہاں مردوں کے لئے اس کا سیکھنا لازم ہے، بلکہ فرض کفایہ ہے بلکہ سارے فقہاء و مجتہدین نے لکھا ہے کہ ایسے علوم و فنون جن کی عوام کو ضرورت ہو جب کہ مسلمانوں میں اس کے ماہرین نہ ہوں تو سارے مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔

اسلام علوم جدیدہ کا بھی داعی ہے۔11

آج کل عمومی ذہن یہ بنا ہوا ہے کہ موجودہ تعلیم کے بغیر بچی (لڑکی) آدابِ زندگی (Manner of Life طرزِ معاشرت) نہیں سیکھ سکتی اور امور خانہ داری کما حقہ سرانجام نہیں دے سکتی وغیرہ وغیرہ تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ شرم و حیاء چھوٹوں بڑوں کا ادب، والدین اور بھائیوں بہنوں سے محبت حسن سلوک وغیرہ سیکھنے کے لیے اسکول کالج کے علوم نہیں؛ بلکہ آج کل اسکول کی بچیوں کا لباس، چال چلن، انداز، رفتار، گفتار اور مختلف موقعوں پر فحش و نیم عریاں لباس میں ملبوس اسٹیج ڈراموں نے بچیوں کو کیا ادب سکھایا ہے؟ بلکہ الٹا انکو بے حیا بنا دیا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) شرم و حیاء اور ادب کے لئے تو سب سے بہتر قرآن و حدیث کی تعلیم ہے۔ اس میں اپنی زندگی بھی سنورے گی اور معاشرے کا بگاڑ بھی ختم ہوگا۔

Journal of Social Signs Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4651 3006-466X

متقدمین اور متاخرین دونوں علماء وفقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دینی علم حاصل کرنے کا عورت کو بھی بالکل اسی طرح حکم ہے جس طرح مرد کو ہے۔

شرعی اور دینی احکام میں عورت مرد کی طرح ہے۔اسی طرح آخرت میں سزا اور جزا کے اعتبار سے عورت مرد کی طرح ہے اس لئے کہ اسلام نے عورت پر تمام فرائض لازم کئے ہیں،اور مرد کی طرح عورت کو بھی ان کا مکلف بنایا ہے جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نیکی، اطاعت، عدل وانصاف، حسن وسلوک اچھی باتوں کا حکم دینا اور برائی سے روکنا؛ لیکن بعض خصوصی حالات میں اسلام نے عورت سے کچھ فرائض کو اٹھالیا ہے یا تو اس وجہ سے کہ عورت مشقت و تکلیف میں گرفتار نہ ہوجائے یا اس کی صحت کی خرابی کی حالت جیسے ماہواری اور زچگی، حیض، نفاس میں عورت سے نماز کو معاف کرنا اور روزہ، سے رخصت دینا یا اس کی وجہ سے وہ کام عورت کی جسمانی وضع سے اور نسوانی طبیعت سے میل نہیں کھاتا، مثلاً عورت میدان جنگ میں لڑائی کرے یا لوہاری یا معماری کرے اور وہ ذمہ داریاں اس سے چھوٹ جائیں جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے یا کوئی کام ایسا ہو جس کے کرنے سے کوئی خطرناک معاشرتی فساد مرتب ہو۔اہل عقل وبصیرت والوں کے ہاں عورت کو اس کے دائرہ کار سے اٹھا کر دوسری جگہ پر لے جانا عورت کی قدر و منزلت اور عزت کو گھٹانا ہے۔لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف ترغیب دلانے کے بارے میں ارشاد ہے:

"وعن أبی سعید رضی الله عنہ عن النبی صلی الله علیہ وسلم قال: من کان لہ ثلاث أخوات بنات أو ثلاث أخوات أو بنتان أو أختان فأحسن صحبتہن وصبر علیہن واتقی الله فیہن دخل الجنۃ"12

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اچھی تربیت کرے خوف خدا کے ساتھ تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا"

دوسری روایت کا ترجمہ ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو وہ اسے تعلیم دے اور اچھی طرح پڑھائے اور اس کو ادب سکھائے اور پھر اسے آزاد کرکے اس سے شادی کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔13 اسی طرح صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ "مسلمان عورتیں مقررہ دن جمع ہو کر نبی کریم ﷺ سے دین سیکھ لیا کرتی تھیں۔" ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی محدثہ تھیں مرد اور عورتیں ان سے سوالات کرتے تھے۔ قاضی عیسیٰ بن مسکین صوفی وقت اپنی بچیوں اور پوتیوں کو پڑھایا کرتے تھے اور قاضی عیاض عصر کے بعد بچیوں اور بھتیجیوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جن احکام کی روزمرہ ضرورت پڑتی ہے ان کو حاصل کرنا فرض ہے۔

"طلب العلم فریضۃ بقدر ما تحتاج الیہ لامر لابد منہ من احکام الوضو والصلٰوۃ وسائر الشرائع ولامور معاشہ وما وراء ذلک لیس بفرض"14

"علم کا طلب کرنا فرض ہے اتنی مقدار جتنی کہ ضرورت پڑتی ہے ضروری طور پر ایسے معاملات کیلئے جن کا حاصل کرنا ضروری ہو وضو اور نماز اور دیگر سارے شرائع اور اپنی معیشت کے امور کو

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

سرانجام دینے کے لئے علوم حاصل کرنا لازم ہے۔ اس کے علاوہ علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں۔"

اسلام میں عورت اور مرد کے دائرہ عمل کو الگ الگ رکھا گیا ہے۔ عورت گھر کے لئے اور مرد باہر کے لئے۔ یہ تقسیم نہ صرف اس لیے صحیح ہے کہ حیاتیاتی اور عضویاتی اعتبار سے دونوں صنفوں میں فرق ہے، بلکہ اس میں بہت سے احتیاعی فائدے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس تقسیم کے ذریعہ دونوں کو ایسے قابل اعتماد ساتھی مل جاتے ہیں جو ایک دوسرے کے لئے بہترین مشیر بن سکیں۔

عورت اور مرد کے درمیان تقسیم عمل سے یہ فائدہ بہترین طور پر حاصل ہو جاتا ہے۔ عورت اپنے شعبہ میں مصروف ہوتی ہے اور مرد اپنے شعبہ میں۔ اس طرح دونوں ایک دوسرے کے معاملات سے براہ راست طور پر غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ ہر فریق اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ دوسرے فریق کے معاملہ میں غیر متاثر ذہن کے ساتھ سوچ سمجھے اور اپنے بے لاگ مشوروں سے اس کی مدد کر سکے۔

اس بات کی وضاحت کے لئے یہاں عورت کی زندگی سے چند مثالیں نقل کی جاتی ہیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ پر جب غارِ حرا میں پہلی وحی اتری تو آپ ﷺ کانپتے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو۔ گھر والوں نے آپ ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد جب آپ ﷺ کی دہشت کم ہوئی، تو آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے وہ پورا قصہ بیان کیا جو غارِ حرا کی تنہائی میں آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ واقعہ اتنا سخت تھا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔" 15 حضرت خدیجہؓ کے اس وقت کے الفاظ جو تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں وہ ایک رفیقہ حیات کے کردار کی نہایت اعلیٰ مثال ہیں۔ انہوں نے کہا:

"كلا والله لا يخزيك الله ابداً. انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق."16

"ہرگز نہیں، خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، گمنام لوگوں کو سہارا دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے معاملہ میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب قریش مکہ سے وہ معاہدہ کیا جو معاہدہ حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے، تو صحابہ کرام میں سخت بے چینی پھیل گئی، کیونکہ یہ بظاہر یہ معاہدہ دب کر کیا گیا تھا اور اس میں کئی باتیں صریح طور پر مخالفین کے حق میں تھیں۔ لوگوں میں اس قدر غم و غصہ تھا کہ معاہدہ کی تکمیل کے بعد جب آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ قربانی کے جانور جو تم اپنے ساتھ لائے ہو، یہیں ذبح کر دو اور سر منڈا لو تو ایک شخص بھی اس کے لیے نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے تین بار اپنے حکم کو دہرایا، پھر بھی سب لوگ خاموش رہے اور کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ آپ ﷺ رنج کی حالت میں وہاں سے لوٹ کر اپنے خیمہ میں گئے، جہاں آپ ﷺ کی اہلیہ ام سلمہؓ موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو غمگیں دیکھ کر پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آج وہ ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں

Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4651 3006-466X

ہوا تھا، میں نے مسلمانوں کو حکم دیا، مگر ان میں سے کوئی بھی میرے حکم کی تعمیل کے لیے نہ اٹھا۔" ام سلمہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر آپ کی رائے یہی ہے تو آپ ﷺ میدان میں تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ کہے بغیر اپنا قربانی کا جانور ذبح کریں اور سر منڈا لیں۔ آپ ﷺ خیمہ سے باہر نکلے اور کسی سے کچھ کہے بغیر اپنی قربانی کی اور نائی کو بلا کر سر منڈایا۔ جب صحابہ کرام نے یہ دیکھا تو سب نے اٹھ کر اپنی اپنی قربانیاں کیں۔ اس قت ان کے رنج و غم کا عالم یہ تھا کہ جب وہ ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو کاٹ ڈالیں گے۔17

حضرت خدیجہؓ اور ام سلمہؓ کو ان نازک مواقع پر جو قیمتی بات سوجھی وہ اس لئے سوجھی کہ وہ اصل معاملہ سے الگ تھیں اور اس بناء پر اس پوزیشن میں تھیں کہ غیر متاثر ذہن کے تحت اس کے بارے میں رائے قائم کر سکیں۔ اگر وہ خود بھی معاملہ میں براہ راست شریک ہوتیں تو اس قسم کی بے لاگ رائے قائم کرنا ان کے لئے ممکن نہ ہوتا۔

خواتین ہر میدان عمل میں:

حضرت ام سلمہؓ ایک بار کسی عورت سے اپنے بال گندھوا رہی تھیں، اتنے میں مسجد سے خطبہ کی آواز آئی۔ نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے: "ایہا الناس" (اے لوگو) یہ سنتے ہی فرمایا: بس جیسے ہیں ویسے ہی باندھ دو، عورت نے کہا، اتنی جلدی کیا ہے، ابھی تو آپ ﷺ نے "ایہا الناس" کہا ہے۔ انہوں نے کہا: خوب، کیا ہمارا شمار آدمیوں میں نہیں؟ یہ کہہ کر خود ہی بال باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور قریب ہو کر خطبہ سننے لگیں۔18 حضرت ام سلمہؓ کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ فتویٰ بھی دیا کرتی تھیں۔ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ایک مکمل رسالہ تیار ہو جائے گا۔"۱۹

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ ذہین خاتون تھیں۔ ان کی مرویات کی تعداد تقریباً 2210 تک شمار کی گئی ہے۔۲۰ بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ دین کا چوتھائی حصہ حضرت عائشہ ہی سے روایت کردہ ہے۔ ان سے تقریباً ایک سو صحابہ اور تابعین نے روایت کیا ہے۔ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، عبداللہ بن عامر، مروق بن اجدع، عکرمہ اور علقمہ جیسے لوگ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہؓ ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہ تھیں۔ جب کوئی حدیث بیان فرماتیں تو اس کی علت و حکمت بھی بیان کر دیتیں۔ حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جمعہ کے غسل کے بارے میں صرف اس قدر مروی ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا چاہیئے۔ مگر اسی حدیث کو حضرت عائشہؓ نے بیان کیا تو یہ بھی فرمایا کہ لوگ دور دور کی آبادیوں سے نماز جمعہ کے لیے مدینہ آتے تھے۔ وہ گرد و غبار سے اٹے ہوتے اور پسینہ سے تر ہوتے، اس لئے آپ انے فرمایا کہ تم لوگ نہا لیا کرو۔21

بنی غفار کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی کچھ عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ خیبر کے جہاد کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: اے خدا کے رسول ﷺ! ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ چلیں تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی مدد کریں۔

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

آپ ﷺ نے فرمایا: ”علیٰ برکۃ اللہ“(اللہ برکت دے، چلو) انصاری خاتون ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات (۷) غزوات میں شرکت کی ہے۔ میں مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لئے پیچھے رہتی، ان کے لئے کھانا پکاتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدہ لوگوں کی نگرانی کرتی۔ اسماءبنت یزید بن سکن حضرت معاذ بن جبلؓ کے چچا کی بیٹی تھیں ان کے متعلق حضرت مہاجر صبتاتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یرموک میں خیمہ کی لکڑی سے نورومیوں کو قتل کیا۔22

مدینہ کے یہودیوں سے جنگ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ کی چھت پر جمع کر کے حسان بن ثابتؓ کو ان کی دیکھ بھال کے لئے وہاں رکھا گیا۔ صفیہ بنت عبد المطلب بھی اسی قلعہ کی چھت پر تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے قریب سے ایک یہودی گزرا اور ہمارے قلعہ کا چکر لگانے لگا۔ اس وقت بنی قریظہ سے جنگ چھیڑ رکھی تھی۔ اس وجہ سے ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راستہ کٹ گیا تھا اور وہاں کوئی نہیں تھا جو یہود کے مقابلے میں ہماری مدافعت کرے۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے، وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف نہیں آ سکتے تھے۔ اتنے میں آنے والا یہودی سامنے سے گزرا۔ میں نے کہا: اے حسان! دیکھو یہ یہودی ہمارے قلعہ کا چکر لگا رہا ہے اور میں خدا کی قسم اس سے مامون نہیں۔ کہیں وہ ہماری اس غیر محفوظ حالت کو یہودیوں سے جا کر کہہ نہ دے اور نبی پاک ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام جنگ میں مشغول ہیں۔ پس اترو اور اس کو جا کر قتل کر دو۔ حسان بن ثابتؓ نے کہا: ”واللہ لقد عرفتِ ما انا بصاحب ہذا“23(خدا کی قسم، تم کو معلوم ہے کہ میں اس کام کا نہیں)، وہ کہتی ہیں کہ جب انہوں نے مجھ کو یہ جواب دیا اور میں نے ان کے پاس مارنے کی کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کمر سے کپڑا کسا اور ایک لکڑی ہاتھ میں لی۔ پھر قلعہ سے اتر کر اس کے پاس پہنچی اور اس لکڑی سے اس کو مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو ہلاک کر دیا۔ پھر جب میں اس سے فارغ ہو گئی تو قلعہ میں واپس آئی اور حسان بن ثابت سے کہا کہ قلعہ سے اتر کر جاؤ اور اس کا سامان لاؤ۔ میں صرف اس لئے اس کا سامان اتارنے سے رک گئی کہ وہ مرد تھا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اس کے سامان کی ضرورت نہیں۔"

خواتین اسلام کے لئے مشعلِ راہ:

اسلام کے زرّیں اصولوں پر کوئی سمجھوتہ کئے بغیر اپنے آپ میں اتنی لچک پیدا کرنا جو حضور نبی کریم ﷺ کی متوازن سیرت مبارکہ کا خاصہ تھا۔ ہر ایک انسان کے اندر سے اس کے خیر کو نکال کر اجتماعیت میں جذب کرنا۔ آج اُمت مسلمہ کو ان افراد کی ضرورت ہے جو خود عزیمت کی راہوں پر چلیں اور دوسروں کو رخصتیں دیں اور عفو و درگزر قائم کریں۔

☆ اولاد، خاندان، تحریک، معاشرے اور اپنی ذات کے لئے یکساں ہمدردی اور خیر خواہی

☆ قرآن کریم اچھی عورتوں کے لئے جو سب سے پہلی صفت ضروری قرار دیتا ہے، وہ ہے

”......فالصّٰلحٰت قانتات......“24

"جو نیک اور اچھی عورتیں ہوتی ہیں وہ فرماں بردار ہوتی ہیں"

اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں بردار، اپنے باپ، شوہر، بڑوں کی فرنبردار، اور پھر اسے وہ تمام حقوق خود بخود مل جاتے ہیں، جس کے لئے آج کی عورت کو بڑی محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے۔

عورت مختلف مقدّس روپ میں:

عورت نسلِ نو کی معمار ہے اور وہ دوہرا کردار ادا کرتی ہے۔ اس کا ایک کردار گھر میں ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کا ہے اور دوسرے کردار میں وہ معاشرے کی تہذیب وترقی میں بھرپور حصہ لیتی نظر آتی ہے:

عورت بحیثیت ماں:

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ معاشرے کا حسن، وقار اور استحکام کا راز ماؤں کی پُر خلوص جدوجہد اور لازوال قربانی میں پنہاں ہے۔ اگرچہ اسلامی معاشرے میں عورت اپنے ہر روپ میں ہر لحاظ سے قابل تحسین واکرام میں مراتب پر فائز ہے۔ مگر ماں کی صورت میں اسے جو مرتبہ اور عزت ملی ہے نوعِ نسواں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اِس عظمت، فوقیت ومرتبے کی بنیادی وجہ وہ عظیم المرتبت ذمہ داری ہے جو ایک ماں، ممتا کی شکل میں ادا کرتی ہے۔ ماں ہی قوم کی معمار ہوتی ہے اور یہ ماں ہی ہوتی ہے جو ایک مصوّر کی طرح محبت، رحمت، شفقت اور ہمدردی سے رنگوں کا کام لے کر زندگی کے کینوس میں رنگ بھرتی چلی جاتی ہے۔ ممتا کی یہ قوت اس قدر قوی ہے کہ اللہ گ کی صفتِ تخلیق اور صفتِ رحمت میں زیادہ حصہ ماں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ماں ہی ایک حقیقی صحت مند مسلمان امت کی پرورش اور نشوونما کرسکتی ہے اور اس کے بدلے میں جنت اس کے قدموں تلے بچھادی جاتی ہے۔

دینِ اسلام میں ماں کی اہمیت اس لئے اس قدر زیادہ ہے کہ اگر بچوں کی جسمانی، ذہنی، فکری نشوونما کے لئے مناسب نگرانی اور کاوش نہ کی جائے تو وہ آسانی کے ساتھ اجنبی تہذیب اور طرزِ زندگی کو سینے سے لگالیتے ہیں۔ آج کا یہ بچہ کل کا مستقبل ہے۔ صرف اور صرف یہ بات ہی مستقبل میں احیائے اسلام کی ضمانت بن سکتی ہے کہ بچے اور ان کی مائیں اسلام کو ایک جامع نظام زندگی کے طور پر سمجھ جائیں۔ ہماری قسمت کی شب تاریک کو منوّر کرنے اور مضبوط معاشرے کے قیام کے لئے مائیں ہی نوید سحر بن سکتی ہیں اور صرف ممتا کا ادارہ ہی ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

ماں کے کردار میں حضرت حاجرہؓ سے لے کر حضرت مریم تک، حضرت فاطمہؓ سے لے کر حضرت خنساء تک اور آج کے قریبی دور میں بی اماں کی مثال، جو تحریکِ خلافت میں اس فقرے سے مشہور ہوئیں کہ:

بولیں اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو25

ایسی روشن داستانیں ہیں جنہوں نے شاندار کردار ادا کرکے اسلام کی بقاء میں لازوال کردار ادا کیا اور جس پر علامہ محمد اقبال نے بجا طور پر ایک پورا باب باندھا ہے:

Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN 3006-4651

Print ISSN 3006-466X

درمعنی این کہ بقائے نوع از اموت است

وحفظ واحترام امومت اسلام است[26]

"اُمت کی بقاء ممتا کی بقاء میں پوشیدہ ہے اور ممتا کی بقاء اسلام کے سوا کچھ نہیں"

عورت بحیثیت بیوی (زوجہ):

بیوی کے کردار میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کی مثال سے لے کر حضرت خدیجہؓ کی وفا اور محبت کی لازوال داستان تک جنہوں نے اپنا تن، من، دھن حقیقی طور پر نبوت پر نچھاور کر دیا اور حضور اکرم ﷺ ان کی وفا اور صابرانہ رفاقت کے لیے ہمیشہ ان کے شکر گزار رہے اور ہمیشہ یاد کرتے رہے۔ حضرت عائشہؓ سے لے کر حضرت فاطمہؓ تک جنہوں نے قناعت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

عورت بحیثیت بہن:

عورت ایک بہن کی صورت میں بھی کسی بھائی کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں، اکثر دیکھا گیا ہے کہ دستر خوان پر بہن اپنے منہ کا نوالہ بھی اپنے بھائی کے لئے رکھ دیتی ہے۔ خود اپنا دل مار کر بھائی کو اچھا کپڑا پہننے کا موقع دیتی ہے کہ اسے گھر سے باہر نکلنا ہوتا ہے۔ اپنی پڑھائی سے زیادہ بھائی کی تعلیم پر توجہ دیتی ہے۔ بھائی کو جزباتی سہارا دینے میں بھی بہن ہمیشہ آگے آگے رہتی ہے۔ بہن کے آنچل میں منہ چھپا کر اکثر بھائی اپنے سارے غم ہلکے کر لیتے ہیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے شجاعت اور بہادری کی مثال قائم کر کے اپنے بھائی حضرت ضرارص کو دشمن کی قید سے چھڑایا۔

عورت بحیثیت بیٹی:

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جس روپ میں بھی دیکھیں اُسی میں ارفع، اعلیٰ اور ایک الگ شان لئے ہوئے نظر آتی ہیں، مگر بیٹی کے روپ میں انہوں نے تمام فرائض جس اطاعت اور فرماں برداری سے ادا کئے، اس سے انھیں جو اعزاز و اکرام عطا ہوا کہ حضور انور نے انھیں اپنے وجود کا حصہ اور عورتوں کی جنت میں سردار ہونے کی بشارت سے نوازا۔

یہ دو قوتیں یعنی قرآن اور تلوار یعنی قوت اور اختیار اور اقتدار ایک دوسرے کی محافظ ہیں اور پوری کائنات کا مرکز و محور ہیں۔ میری قبر کے لئے انھی دونوں کا ساتھ روشنی کے لئے کافی ہے۔ اور اقبالؒ فرماتے ہیں کہ ایک عرصے تک قرآن اور تلوار اس کی قبر پر ملت کو یہ پیغام حیات دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سکھوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور پھر آج تک یہ اقتدار قرآن کے پاس یہاں اس خطے میں ہماری بداعمالیوں کے باعث نہ آ سکا۔

مگر آج کی مسلمان بیٹی اگر یہ عزم کر لے تو دوبارہ کوئی شہزادی شرف النساء جیسی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جنت میں ان کے قدموں میں جگہ پانے کے لئے پیدا ہو سکتی ہے جو اپنے عزم و ارادے سے اِس خطے میں پھر سے قرآن کو بااختیار بنا دے۔

عورت کا موجودہ معاشرے میں کردار و عمل:

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN 3006-4651
Print ISSN 3006-466X

معاشرے میں نسلِ انسانی کی تربیت اور اس کی ترقی کے لئے عورت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آج نصاب (Syllabus) اور ذرائع ابلاغ (Media/Communication) کے ذریعے شیطانی اور طاغوتی قوتیں ہمارے معاشرے میں دندناتی پھر رہی ہیں اور ہم اس شیطان کا مقابلہ صرف رحمن کے قرآن عظیم اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے ذریعے ہی کر سکتے ہیں اور اس طرح شیطانی تہذیب سے اپنے آپ اور اپنی آنے والی نسلوں کو بچا سکتے ہیں۔

مسلمان عورت کی بنیادی ذمہ داری:

خاندان کا تحفظ:

قرآن پاک میں اللہ کریم حکم دیتا ہے کہ:

"قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا"۲۷

"اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"ماں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتے ہیں اُن میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم وتربیت ہے۔"28

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت احنفؓ بن قیس سے پوچھا کہ اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہیئے؟ احنف بن قیس نے جواباً فرمایا کہ اے امیر المؤمنین اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہے، کمر کی ٹیک ہے، ہماری حیثیت ان کے لئے نرم زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے اور ہمارا وجود ان کے لئے سایہء فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم ان ہی کے ذریعے بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو ان کو خوب دیجئے اور اگر کبھی دل گرفتہ ہوں تو ان کے دلوں کے غم کو دور کریں۔ نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے، آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر ناقابل برداشت بوجھ نہ بنئے کہ وہ آپ کی زندگی سے اکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں، آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

ذرائع ابلاغ کے نقصانات سے بچاؤ کی تدابیر:

- اپنے بچوں کو وقت دیں، اور اس کو بھرپور استفادے کا ذریعہ بنائیں۔
- فحش اور لادین پروگراموں سے بچنے کے لئے واحد اور بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم ان کے متبادل دینی پروگرام مہیا کریں۔
- بچوں کے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالوں کا شافی جواب دیں۔
- ان کے قلوب میں ایمان کو بھر دیں تاکہ وہ اسلام کو صرف مذہب نہیں بلکہ طریقِ زندگی سمجھیں۔ اس کے اوامر کو اوامر سمجھیں اور اس کے منکرات سے بچنے کی تدبیر کریں۔
- بچوں کو تنہائی کے عذاب کا شکار نہ کریں۔
- ان کے اوقات کو مقرر کرکے ان کی زندگی کو مرتب کریں۔
- تعلیم، ثقافتی اور فنی میدانوں میں بھی ذرائع ابلاغ کوئی مثبت رول ادا نہیں کر رہے۔

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

موجودحالات میں مسلمان عورت کی دوہری ذمہ داری:

مسلمان عورت کی دوہری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی زیر تربیت نسل کے ذہنوں سے غلط افکار وخیالات کی تطہیر کر کے اسلامی علوم اور اسلامی فکر وایقان سے ان کے دماغوں کو بھر دیں۔وہ اپنی آنے والی نسل کی مذہبی،اخلاقی اور روحانی تربیت کرے اور ایک ایسی نسل پروان چڑھائے جس کا دین سے رشتہ مضبوط ہو' جو خود کو زمین پر خدا کا خلیفہ سمجھتی ہو،جو یہ بات جانتی ہو کہ نسلِ انسانی کی تعمیر اس پر فرض ہے جو آخرت کو فراموش نہ کرے بلکہ اسے یاد کرکے اس کی تیاری کرنے والی ہو، مسلمان ماں اپنی نسلوں کی نہ صرف فکری بلکہ عملی تربیت بھی کرتی ہے، بلکہ اس کے سامنے زندہ اور عملی کردار پیش کرتی ہے۔بچہ اُسے نمونہ بنا کر اس کی نقل میں اپنے کردار کی تعمیر کرتا ہے۔

وہ عبادات کے ذریعے اپنی ذات کو بھی باوقار بناتی ہے اور اپنی نسلوں کے سامنے روحانی استاد کا رول بھی پیش کرتی ہے۔اولاد کی تربیت میں سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں اپنی اولاد کو بھی شامل فرمایا:

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْج رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ"29

"اے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے،اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول فرما"

اولاد کی تربیت صبر،حوصلے اور ثبات کا کام ہے۔تب ہی تو ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی ہے۔اس صبر آزما فریضہ کو سرانجام دینے میں دعا سب سے زیادہ ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔

اللہ گ خود فرماتا ہے:

"......أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ......"30

"......میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں......"

وہ (اللہ پاک) دعاؤں کو سننے والا رب ہے۔حضرت عبد اللہ ابن مبارک بہت بڑے محدث اور فقیہہ عصر گزرے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ "میں اپنی ماں کی دعاؤں کا جواب ہوں۔میں جوانی میں بڑی بری عادتوں کا شکار تھا مگر میری ماں مجھ سے کبھی مایوس نہ ہوئی اور ہمیشہ اپنے رب سے میرے لئے دعا گو رہی، یہاں تک کہ اللہ پاک نے اُس کی دعا کو قبول کر لیا۔" اور وہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث بنے۔ہمیں بھی اپنی اولاد کو پُر سوز دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

عصرِ حاضر کے چیلنجز اور ان کا حل:

انسان فطرتاً ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔قید تنہائی اس کے لئے سب سے بڑا عذاب ہے۔اکیلا خاندان اور اکیلا گھر اور اکیلا فرد کبھی نیک اور صالح نہیں بن سکتا،جب تک کہ معاشرے میں وہ نیکی رواج نہ پا جائے۔موجودہ صورتحال تو ایسی ہی ہے جیسے ایک جگہ آگ لگی ہو اور جب تک سب اسے مل کر نہ بجھائیں گے وہ پھیلتی ہی چلی جائے گی۔موجودہ نازک حالات کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ہم

Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4651 3006-466X

حکمت، محبت، تدبیر اور تدریج کے ساتھ اچھے کاموں کو مل جل کر کرنے اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر چلنے کی ریت ڈالیں اور محبت اور تدبیر کے ساتھ غلط کاموں کے آگے بند باندھیں۔ دعوتی مزاج پیدا کریں۔ بقول شاعر مشرق:

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم

جہاد زندگانی میں ہے یہ مردوں کی شمشیریں ۱۳

علامہ صاحب نے اس شعر میں دنیا میں رہنے والے انسانوں کے لئے کامیابی کی بنیادی کلید بیان کر دی ہے۔ دنیا میں انسان جب تک زندہ رہے اس کے سامنے مختلف امتحان، مختلف کام اور مختلف مراحل (Challenges) پیش آتے رہتے ہیں۔ انسان کے سامنے جب کوئی امتحان یا کوئی مشکل کام آتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے کہ کیا وہ یہ کام کر سکے گا، اور بہت سے لوگ ہمت ہار کر زندگی کے عملی میدان میں ناکام رہتے ہیں۔

آج کی مسلمان عورت ایک دوراہے پر کھڑی ہے!

آج کی مسلمان عورت کو تہذیبوں کے تصادم کے اس وحشت ناک اور پُر آلام دور میں اپنے ایمان کو بھی بچانا ہے اور اپنی نئی نسل کو بھی بچا کر عروج کی راہ دکھانی ہے۔ اُسے دو متصادم تہذیبوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ایک مغربی تہذیب جو اپنی تمام تر چکا چوند اور فریب کاریوں سے اُس پر چاروں طرف سے یلغار کئے ہوئے ہے اور دوسرے اسلامی تہذیب سے وہ وابستگی ہے جو اس کی فطرت کے قریب تر اور اس کے ماحول سے موافق ہے۔

بد قسمتی سے پورے کرہ ارض پر ماڈل اسلامی ریاست موجود نہیں ہے اور روایتی و جاہلی معاشروں میں مسلمان عورت دوہرے بوجھ اور ظلم کا شکار ہے۔ آج بھی وہ جنس بے مایہ کی طرح بیچ دی جاتی ہے اور بے عزت ہو کر کاری کر دی جاتی ہے۔ آج بھی غیرت کے نام پر اس کی چتا جلا ڈالی جاتی ہے اور قرآن کے مقدس اوراق سے اس کی شادی کر کے اُس کے خوابوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔ آج بھی بیوہ ہو کر اسے روز 'ستی' ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے اور آج بھی وہ تعلیم، صحت اور خوراک جیسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نظر آتی ہے۔

اور دوسری طرف مغرب سے تحفے میں ملی نام نہاد آزادی، مساوات، معاشی ترقی اور Women Empowerment کے نام پر فریب اور دھوکہ کا شکار ہو کر تنہائی کے عذاب کا شکار ہونے جا رہی ہے۔ اُسے حقوق کو چھین لینے کی روش پر ڈال محبتوں اور حفاظتوں کے اُس حصار سے بھی محروم کیا جا رہا ہے جو اُسے اُس کے عزیز ترین رشتے اور مسلمان معاشرہ فراہم کرتا ہے۔ آج کی مسلمان عورت پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی مظلوم عورت کو کائنات کے خوبصورت ترین نظام سے آشنا کرا دے، اسے اسلام کے نظام رحمت کے سایۂ عاطفت میں واپس لوٹا سکے۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق، معیار مطلوب کے مطابق انسانی تربیت کا کام اُس وقت تک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسلامی معاشرے کے قیام کی برکات سے مستفید ہوا جا سکتا ہے، جب تک کہ مسلم خواتین اس انقلاب کو برپا کرنے میں تن، من، دھن سے وہ کردار ادا نہ کریں، جو کل ہماری ماؤں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہن نے ادا

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4651 3006-466X

کیا تھا اور جب تک ہم اِن صحابیات رضی اللہ عنھن کو اپنا رول ماڈل نہیں بنائیں گی، تب تک مسلمانوں کی ذلت کا دور عروج کے دور میں نہیں بدل سکتا۔اسی لیے تو علامہ محمد اقبالؒ نے مسلمان عورت سے کہا ہے کہ:

زِ شامِ ما بروں آور سحر را
ز قرآں باز خواں اہلِ نظر را
نے دانی کہ از سوزِ قرأت تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را32

خلیفہ راشد (دوم) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کے قتل جیسے ناپاک ارادے سے نکلے تھے کہ راستے میں کسی نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔وہ بہن کے گھر آئے تو وہ قرآن سیکھ رہی تھیں۔حضرت عمرؓ نے انھیں پہلے خوب مارا اور پھر جب ان کے خون کو دیکھ کر ان کی مردانگی نے غیرت کھائی اور اُن کا دل نرم پڑا تو کہا کہ اچھا مجھے بھی سناؤ جو تم سن رہی تھیں۔بہن نے کہا کہ نہیں آپ پہلے نہا کر پاک ہو جائیں پھر آپ کو سناؤں گی اور یہ قرآن ایسی چیز ہے کہ اب یہ کسی کے مارنے پیٹنے سے دل سے نہیں نکلے گا۔بہن کے اِس عزم و ثبات اور مضبوط ارادے نے حضرت عمرؓ جیسے قوی ارادے والے شخص کو تبدیل کر دیا اور وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایمان لے آئے۔'' ۳۳

حضرت اقبال نے پاکستان اور ملت اسلامیہ کی عورت کے بارے میں جو تصور پیش کیا تھا اور پاکستان کے سب طبقات اِس بارے میں بالکل یکسو ہیں کہ پاکستان کو علامہ اقبال اور قائد اعظم کے خوابوں کے مطابق تعمیر کریں گے۔وہ یہی تھا کہ یہاں کی مسلمان عورت اپنی آنے والی نسلوں کو قرآن کے پیغامِ حیات سے آشنا کرا دے۔پچھلی کچھ صدیوں سے جو مسلمانوں نے غفلت روا رکھی اب اُسے چھوڑ کر عملی کش مکش اور جدوجہد کے میدان میں قدم بڑھانے ہیں۔قرآن کریم کو اپنی آنے والی نسلوں کی گھٹی میں ڈال دینا ہے تاکہ دشمن قوتیں کسی بھی طرف سے اُن پر حملہ آور ہوں' اُن کے نصاب تعلیم اور ذرائع ابلاغ اور ان کے تہذیبی تشخص پر کتنی ہی یلغار کیوں نہ ہو۔ان کے قلب سے ایمان و قرآن کی رُوح کو کوئی کھرچ نہ سکے۔ایک جگہ علامہ اقبالؒ ہمیں ایک اور زندہ حقیقت سے بھی آشنا کراتے ہیں جو آج کی مسلمان عورت کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ:

نے پردہ، نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
آزادیِ نسواں کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اِس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد34

''کہ مرد اور عورت اس کائنات کی اکائی ہیں،وہ ایک دوسرے کی معاونت سے ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور اِن دو صنفوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل لا کھڑا کرنا انسانیت کے ساتھ ساتھ ان دونوں پر بھی ظلم ہے۔نہ عورت مرد کے بغیر کچھ کر سکتی ہے اور نہ مرد ہی عورت کی رفاقت اور معاونت کے بغیر کچھ کر سکتا ہے' چاہے وہ انفرادی

Vol. 4 No. 4 (2026)
Journal of Social Signs Review
Online ISSN 3006-4651
Print ISSN 3006-466X

معاملات ہوں یا اقوام کے اجتماعی معاملات۔ مسلمان عورت کو وہ تمام حقوق از خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں جب وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں دل و جان سے لگ جاتی ہے جو اُس کی فطرت کا تقاضا بھی ہے۔" 35

اور ہم جب اِن راہوں کی تلاش کا ارادہ کر لیں تو قرآن ہمیں کہتا ہے کہ:

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا......"36

"اور جو ہمارے راستے میں کوشش کرتا ہے پھر راستے ہم خود اُس کو بتاتے ہیں......"

اور پھر فرمایا:

"......فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ......" 37

"......پھر جب تم کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو......"

اللہ کی ذاتِ اعلیٰ پر بھروسہ ہی سے دنیا و آخرت کے کام سنورتے ہیں۔ اتنی بڑی طاقتوں کے آگے ہم تو کچھ نہیں بیچتے مگر ہمارا رب سب سے بڑی طاقت ہے۔ ہم اُسی کے سہارے اتنے بڑے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت کرتے ہیں اور توکل باللہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنے قوت بازو کی بجائے اپنے رب کی نصرت اور امداد پر ہی نگاہ ہو۔ اور مسلمان عورت ہی یہ سارے کام کر سکتی ہے کیونکہ اُس کے زندگی کے موسم پر کبھی مایوسی کی خزاں نہیں آتی۔ اُس کا ایمان ہر دم جواں' اُس کے ارادے ہر دم پختہ اور اُس کا عزم ہر دم رواں دواں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس دنیا میں اُس کے رب کا نظام غالب ہو جائے اور آخرت میں وہ رضائے الٰہی سے سرفراز ہو جائے۔

حوالہ جات و حواشی: References

۱۔ القرآن الکریم: سورۃ الذاریات، آیت نمبر 56
۲۔ القرآن الکریم: سورۃ النحل، آیت نمبر 97
۳۔ القرآن الکریم: سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 195
۴۔ القرآن الکریم: سورۃ سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 228
۵۔ القرآن الکریم: سورۃ الملک، آیت نمبر ۲
۶۔ القزوینی، ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی، "سنن ابن ماجہ"، رقم الحدیث 183
۷۔ جامعہ قرویین یا مسجد قرویین مراکش کے شہر فاس میں واقع ایک جامعہ اور (کاسابلانکا کی مسجد حسن ثانی کے بعد) ملک کی دوسری سب سے بڑی مسجد ہے۔ سن 859ء میں قائم ہونے والی یہ جامعہ مسلم دنیا کے اہم تعلیمی مراکز میں سے ایک ہے اور دنیا کی سب سے قدیم جامعہ ہے، جہاں آج تک تعلیم دی جاتی ہے۔ گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز اسے "اب تک موجود دنیا کا سب سے قدیم تعلیمی ادارہ" قرار دیتا ہے۔ جامعہ قرویین۔www.ur.wikipedia.com/wiki
۸۔ القرآن الکریم: سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 34

Journal of Social Signs Review

Online ISSN 3006-4651 Print ISSN 3006-466X

۹۔ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری، خزرجی، قرطبیؒ، اندلسی، مالکی، امام، ”جامع الاحکام القرآن المعروف تفسیر قرطبیؒ“، ماخوذ: ”عورتوں کے لیے قرآنی دینی تعلیم کی اہمیت“، از: محمد اسماعیل طورو، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ ۷، جلد 92، باہتمام دارالعلوم دیوبند، الہند، جولائی 2008ء۔

10۔ آلوسی، شہاب الدین محمود، علامہ، ”تفسیر سورۂ نور“، بحوالہ: سورۃ المائدہ اور سورہ نور کے متعلق ایک سوال www.mohaddis.com/threads

۱۱۔ (۱)۔ تالیف بحکم اورنگزیب عالمگیر، ”فتاویٰ عالمگیری“ (جدید مترجم اردو)، اردو داۂ معارف اسلامیہ، جلد 15، دانش گاہ پنجاب لاہور، ص۔145

(۲)۔ سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان بن محمد تیمی دوشی حنفی، ”فتاوی سراجیہ“، تحقیق و تعلیق: مولانا محمد عثمان بستوی، ناشر: زمزم پبلشرز، اردو بازار، کراچی

12۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ”صحیح بخاری“، الادب المفرد، جلد ا، رقم الحدیث 162

13۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ”صحیح بخاری“، (کتاب ا لنکاح)، رقم الحدیث: 5083

14۔ حنفی، سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان بن محمد تیمی دوشی، ”فتاوی سراجیہ“، تحقیق و تعلیق: مولانا محمد عثمان بستوی، ناشر: زمزم پبلشرز، اردو بازار، کراچی

15۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ”صحیح البخاری“، جلد اول، حدیث نمبر ۳

16۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ”صحیح البخاری“، (کتاب الوحی)، رقم الحدیث ۳

17۔ سجستانی، سلیمان ابو داؤد بن اشعث، ”سنن ابی داؤد“، (کتاب الجہاد)، اردو ترجمہ: ابو عمار عمر فاروق سعیدی، دارالسلام، لاہور، ۱۴۲۷ہجری، (کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء) حدیث نمبر 591، 592۔

18۔ امجدی، مولانا محمد شریف الحق، ”نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری“، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، ص۔177

19۔ ابو عبداللہ محمد بن سعد، ”طبقات ابن سعد“، جلد ۸، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص۔432

20۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ”صحیح بخاری“، (کتاب الجمعۃ) ”جمعہ کے دن نہانے کی فضیلت“، حدیث نمبر 877

21۔ انصاری، محمد سعید، مولانا، ”سیر الصحابیات“، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص۔95

۲۲۔ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن اشیر بن ضو بن اشیر قرشی دمشقی شافعی المعروف ابن کثیر ”البدایہ والنہایہ“ جلد ۳، (اردو ترجمہ تاریخ ابن کثیر)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص۔۳۲۳

23۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ”جامع ترمذی“، (اردو ترجمہ بدیع الزماں)، تخریج و ترتیب ناصر الدین البانی، نعمانی کتب خانہ، حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور الرقم: 2641

24۔ القرآن: سورۃ النساء، آیت نمبر ۳۴

25۔ رامپوری، شفیق، ”جاں بیٹا خلافت پہ دے دو“ (نظم)، ریختہ،

Vol. 4 No. 4 (2026)

Journal of Social Signs Review

Online ISSN 3006-4651 Print ISSN 3006-466X

www.rekhta.org/nazms/jaan-betaa-khilaafat-pe-de-do-shafiq-rampuri-nazms?lang=u

26۔ محمد اقبال، علامہ، ''اقبال کا تصور بقائے دوام''، از: ڈاکٹر نعیم احمد، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
https://www.punjnud.com/ViewPage.aspx?BookID=5863&BookPageID=173446&BookPageTitle=Iqbal-Aur-Muhabbat-e-Rasool-S.A.W-chapter173446

27۔ القرآن: سورۃ التحریم، آیت نمبر ٦

28۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ''صحیح بخاری''، (کتاب الجہاد)، رقم الحدیث 422

29۔ القرآن الکریم: سورۂ ابراہیم، آیت نمبر 40

30۔ القرآن الکریم: سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 186

31۔ محمد اقبال، علامہ، ''کلام اقبال''، بحوالہ: علامہ اقبال دلوں کا فاتح، از قاری نوید مسعود ہاشمی، القلم میگزین، شمارہ 662 alqalamonline.com

32۔ محمد اقبال، علامہ، بحوالہ: نقوش اقبال، از: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، www.urduweb.org/mehfil/threads/53925

33۔ الغزالی، شیخ محمد ''فقہ السیرۃ'' (حضرت عمر فاروق ص کے حالات کا تجزیہ)، فرید بکسٹال، لاہور، 2009ء، ص 92، 93

34۔ محمد اقبال، علامہ: بعنوان: ''عورت کی حفاظت'' بحوالہ: کشّاف الالفاظِ اقبال (اردو)، /concordance.allamaiqbal.com

35۔ قاضی، سمعیہ راحیل، حقوق نسواں کا عالمی ایجنڈا اور مسلمان عورت کا کردار''، بحوالہ: dailyausaf.com/article/women-201902-1104.html

36۔ القرآن الکریم: سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 69

37۔ القرآن الکریم: سورۂ آل عمران، آیت نمبر 159